

اسلام اور عمر رسیدہ انسان

عبداللہ اشعانی۔ الرباطہ ☆.....☆.....☆ ترجمہ: محمد ادریس سلفی

اسلام نے عمر رسیدہ انسان کی رعایت کو محبت الہی کے حصول کا اہم ذریعہ قرار دیا ہے بلکہ ایک شرعی فریضہ معاشرتی ضرورت اور اسلام کا امتیازی وصف بتایا۔ ارشاد بانی ہے وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدہما او کلاہما فلا تقل لہما اف ولا تنہرہما وقل لہما قولا کریماً

ترجمہ: اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا (بنی اسرائیل 23)

آج تیز ترقی کے زمانہ میں بوڑھے کے متعلق خیالات تبدیل ہو چکے ہیں اس عمر میں جیسے جیسے ان کی دیکھ بھال اور خیال رکھنا ضرورت بن جاتی ہے احترام و شفقت ان کی ضرورت سے ٹھہرتی ہے جبکہ ان کے احسانات اور عمدہ سلوک کا صلہ وصول کرنے کا وقت آتا ہے تو ان سے آنکھیں پھیر لی جاتی ہیں اور ایک بوجھ محسوس ہونے لگتے ہیں

لیکن اسلام کی نگاہ اور ایک مسلم معاشرہ میں ان سے ایسے سلوک کی گنجائش ہرگز نہیں ہے۔ درتیم ﷺ ہونے چھوٹے بڑے سے متعلق ارشاد فرمایا ہے

لیس منا من لم یوحم صغیرنا و یوقر کبیرنا۔ ترمذی۔ جو ہمارے چھوٹے پر شفقت اور بڑھے کی عزت نہ کرے ہم سے نہیں ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حبیب کبریاء سے بیان کرتے ہیں۔ من شباب شیبۃ فی الاسلام

کانت لم نورا یوم القیامہ۔ ابن حبان

جو شخص اسلام کی حالت میں بڑھاپے کو پہنچ گیا یہ اس کیلئے روز قیامت نور ہوگا۔

حکیم الامت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے اللہ تعالیٰ کی بندگی کی بنا پر کسی کو قابل احترام قرار دیا ہے وہاں صرف سفید بال ادھیڑ عمر اور عبادت رب العالمین کے ساتھ درازی عمر والے کو بھی مقدم قرار دیا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بنو عذرۃ قبیلہ کے تین شخص آپ کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ نے صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا کوئی ہے جو ان کی میری جانب سے ذمہ داری قبول کرے۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ شرف مجھے قبول ہے۔

اب یہ سیدنا طلحہ کے پاس ہی اقامت پذیر تھے کہ ان میں سے ایک آپ کے تیار کردہ لشکر میں ساتھ ہو گیا اور اس کی جان کا نذرانہ میدان جہاد میں قبول ہو گیا۔

کچھ مدت کے بعد آپ نے پھر ایک لشکر تشکیل فرمایا تو دوسرا طالب علم بھی ساتھ جانے کا خواہش مند ہوا چنانچہ وہ بھی نذرانہ جان پیش کر کے سرخرو ہو گیا۔

تیسرا شخص کچھ عرصہ کے بعد طبعی موت رقیق اعلیٰ سے جا ملا

سیدنا طلحہ فرماتے ہیں مجھے خواب میں یہ تینوں اس ترتیب سے جنت میں نظر آئے۔ بستر پر طبعی موت فوت ہونے والا سب سے مقدم اس کے ساتھ بعد میں شہید ہونے والا اور پہلے رتبہ شہادت پانے والا سب سے آخر میں ہے۔

مجھے ان مراتب پر کئی سو اس پیدا ہوئے لہذا میں نے اس وقت بارگاہ رسالت کا رخ کیا اور مکمل خواب دہرا دیا آپ نے فرمایا۔ تمہیں اس ترتیب میں کیا نامناسب نظر آیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مومن سے افضل کوئی نہیں جسے طویل عمر کے ساتھ تسبیح، تکبیر، تحلیل کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ مسند احمد

سیدۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ دو آدمیوں کی موجودگی میں مسواک فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں حکم ربانی پہنچا کہ مسواک بڑے کو عطا کرنی ہے۔ (ابوداؤد) اسن و جنگ میں خیال۔

جنگ جنگ ہی رہی ہے انسانیت اور آداب انسانیت اس میں جیسے پامال کر لیں طاقتور کا حق سمجھا جاتا رہا ہے۔ گذشتہ صدی میں کچھ جنگ اور جنگی قیدیوں کا ضابطہ اخلاق مرتب ہوا 1851ء سے قبل

دنیا کسی بھی ضابطہ سے ناواقف تھی اس کے بعد وقتاً فوقتاً اس سے متعلق پیشرفت ہوتی رہی تھی کہ 1949ء میں اسے قانونی شکل دے دی گئی لیکن اس کا اطلاق بھی صرف ایسے جنگی قیدی یا زخمیوں سے متعلق تھا۔ جب ان دونوں ممالک میں اس سے متعلق معاہدہ موجودہ ہو۔

اسلام میں جنگی آداب ابتداء میں ہی قابل عمل پائے گئے تھے اور وہ ہر ایک کے متعلق تھے خواہ مخالف قوم سے کوئی ایسا معاہدہ ملے نہ بھی پایا ہو۔

آپ کی جنگ ایک امن کا پیغام ثابت ہوتی تھی جو خیر اور روشنی کا سبب بنتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء لشکروں کو الوداع کہتے وقت جو وصیتیں کرتے ان میں خصوصاً عمر رسیدہ کا خصوصی خیال اور تسامح کا ذکر ہوتا۔

طبرانی نے حضرت بریدہؓ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ جب لشکر روانہ کرتے وقت امیر لشکر کو بلا کر فرماتے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور اپنے ماتحت مسلمانوں سے بہتر سلوک اختیار کرنا۔ پھر فرماتے اللہ تعالیٰ کے نام سے اس کی راہ میں جنگ کرنا اللہ کے منکروں سے لڑو خیانت اور دھوکے سے بچنا کسی کا مشلہ مت کرنا اور نہ ہی بچے اور بوڑھے کو قتل کرنا۔

روایت کے الفاظ اس طرح پر دلالت کرتے ہیں کہ آپؐ سے یہ احکام اچانک اور بسا اوقات صادر نہیں ہوتے تھے بلکہ آپؐ کی عادت مبارک تھی۔

خلفاء راشدین بھی آپؐ کے اسی منہج پر کار بند تھے کہ جنگ میں بوڑھے سے اعراض کرنا خلیفہ اول جناب ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت اسامہؓ کو جسے آپؐ تیار فرما چکے تھے۔ شام کیلئے الوداع کیا آپؐ نے فرمایا:-

لوگو ظہر میں تمہیں دس وصیتیں کرنا چاہتا ہوں ان کو یاد رکھنا۔

خیانت دھوکا مشلہ نہ کرنا بچہ بوڑھا اور عورت قتل نہ کرنا

ہاں یہ وصایا انہوں نے بار بار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی ہوں گی کیونکہ آپؐ ہر

لشکر کو اس جیسی وصایا کا زاد راہ عنایت فرماتے۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک مرتبہ لشکر کو

الوداع کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نام گرامی قدر سے سفر کا آغاز کرو۔ اور اسی سے مدد چاہو اور رسول اللہ کے طریقے پر چلو بوڑھے کو مت قتل کرنا چھوٹے بچے کو چھوڑے رکھنا عورت کو مت قتل کرنا خیانت سے بچو مال غنیمت ایک جگہ جمع کرنا آپس میں خیر خواہی اور حسن سلوک کا معاملہ رکھنا۔
اللہ تعالیٰ جب احسان لوگوں سے محبت فرماتے ہیں۔

احکام میں نرمی و تخفیف

اسلام نے عمر رسیدہ کا احترام سکھایا اور اس کے مقام کو واضح فرما دیا ہے لہذا اس سے انتہائی احترام و توقیر کا سلوک کرنا چاہیے۔ اسلامی معاشرے میں اس کا احترام کئی طرح سے واضح ہوا ہے اور ان تمام معاشرتی اقدار کا اصل ہمیں آپ کی سیرۃ میں نظر آتا ہے۔

آپ نے احکام شریعت میں عموماً بیمار بوڑھے اور معذور کا خیال رکھا ہے۔

بوڑھا انسان اگر روزہ کی استطاعت سے محروم ہے تو اس کی جگہ فدیہ ادا کر سکتا ہے۔ کھڑے ہونے میں دشواری ہے تو بیٹھ کر نماز ادا کرے گا۔ بلکہ بیٹھنا بھی ناگوار ہے تو لیٹ کر نماز ادا کرے معلم کائنات نے حضرت معاذ بن جبل کو لمبی نماز کے ساتھ مقتدیوں کو تنگی میں ڈالنے پر ڈانٹ پلائی۔

آپ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرتے ہو۔ تو نے مسبح اسم ربک

‘والشمس والضحاحا اور واللیل اذیفشی کے ساتھ کیوں نہ نماز پڑھائی

تیرے پیچھے عمر رسیدہ کمزور اور ضرورت مند نماز ادا کرتے ہیں۔ بخاری

آپ نے غیر مستطیع صاحب ثروت کو حج بدل کروانے کی اجازت دی ہے

امام مسلم رحمہ اللہ اپنی صحیح میں حضرت فضلؓ سے روایت لائے ہیں کہ نخم قبیلہ کی ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا جبکہ اس پر فریضہ حج عائد ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا تو اس کی جانب سے حج کر لے۔

واجبات و فرائض؛

متعدد اسباب کی بناء پر عمر رسیدہ کا خصوصی خیال رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے والدین کی عزت افزائی اور نکریم کو واجبات سے شمار فرمایا ہے۔ جبکہ ان کی نافرمانی کو کبیرہ گناہ قرار

دے کر جنت سے محرومی کا باعث قرار دیا ہے۔ ایک مسلمان نماز روزہ بلکہ تمام عبادات کی پابندی کرنے والا ہو مگر والدین کا نافرمان ہے تو اسے جنت سے محروم کر دیا گیا ہے۔

بلکہ شرع نے ان کے دوستوں اور زندگی میں قرب و جوار اختیار کرنے والوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

عمر رسیدہ کا خیال رکھنا ہر جوان مرد و عورت پر اس طور بھی لازمی چیز ہے کہ اس حالت سے عنقریب ہر انسان کو واسطہ پڑھ سکتا ہے جس میں وہ بھی ان کی طرح اپنے معاملات کی ادائیگی بلا سہارا مشکل سے کر پائے گا۔

عمر رسیدہ کا خیال ان کی ان قربانیوں کا اعتراف بھی ہے جو یہ جوانی میں دادا باپ والدہ ہونے کی بنا پر کرتے رہے ہیں۔ گویا آج ان کے اس عمل خیر کا اعتراف اور بہتر بدلہ اس کی علامت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں اپنی والدہ کو یمن سے جاز تک ادائیگی حج کیلئے کندھوں پر اٹھا کر لایا ہوں تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟
آپ نے فرمایا نہیں؛ یہ تو اس کے بصورت حمل تجھے اٹھائے پھرنے اور تیرے بیمار پڑنے پر ساری ساری رات بیدار رہنے کے برابر نہیں ہے۔

اس شک کی گنجائش نہیں کہ یہ عمر رسیدہ لوگ ایک جیتی جاگتی تاریخ ہیں۔ زندگی کو رواں دواں رکھنے والے اسباب اور ترقی کی علامت یہ کارخانے سب انہیں کے دم سے معرض وجود میں آئے یہ بڑی بڑی تہذیبیں انہیں کے افکار کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ ان کا خیال معاشرہ کی بقا اور درنگی کیلئے ضروری چیز ہے۔

آداب زندگی۔ اسالیب غور و فکر، علوم و فنون کے یہ مراکز ہی نہیں بلکہ ان امور کو آئندہ نسل تک پہنچانے والے بھی ہیں۔

ان کے حسن سلوک سے یہ سرمایہ حیات بہتر طور پر نو خیر نسل کے کندھے پر رکھا جاسکتا ہے۔ اس امر میں چونکہ قوت مدافعت کی کمی جلد ان کو انفعالییت سے دوچار کر سکتا ہے۔ لہذا دوسروں پر اعتماد کے بجائے میں خود یہ خیال رکھنا چاہئے۔ ان میں کئی عمر کے اس حصہ میں رشتہ داروں اور دوستوں سے محرومی کے عثا کیلئے بھی ہو سکتے ہیں۔ عموماً ایسی صورت میں بوڑھے انسان بڑے فکر مند ہو جاتے ہیں چنانچہ وہ

مزید پریشان اور متفکر نظر آنے لگتے ہیں۔

کبھی اولاد معنوی مادی طور پر خود کفیل ہو کر بھی ان پر بھروسہ کم کر دیتی ہے۔ جس سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم تو ایک زائد چیز اور بلا مقصد حیاتہ مستعار میں جی رہے ہیں۔

بڑھاپے کے ساتھ یہ مزید بوجھ انک واپنی تجرباتی صلاحیتوں کے زنگ آلود کرنے پر اکتاتا ہے۔ روح و جسم کی خوبیاں ماند پڑھنے لگتی ہیں وہ اپنے آپ کو معاشرہ پر بلا فائدہ بوجھ محسوس کرتے ہیں اس سے معاشرہ کو کوئی نفع کی توقع ہے اور نہ صلاحیت بلکہ وہ اپانچ کی ماند معاش و معاشرت کیلئے مزید بوجھ پھر اس فکر و سوچ سے آہستہ آہستہ ان کی صلاحیت و تجربہ اور خوبی مزید ماند پڑ جاتی ہے۔

اس سوچ کو تبدیل اور ان کو کارآمد اور مفید فرد کی حیثیت سے قبول کرنے کیلئے کئی ایک امور مفید ہو سکتے ہیں۔

- 1- بوڑھے انسان کو خاندان کی زندگی میں برابر کا شریک رکھا جائے افراد خانہ اپنے پاؤں پر ضرور کھڑے ہوں لیکن اس چھتری سے مشکل اوقات اور پیچیدہ معاملات میں ضرور استفادہ کریں۔
- 2- بچپن کے دوستوں کی بجائے انہیں نئے دوستوں کی فہرست میں شامل کریں کھیل کے میدان میں اس کی نگرانی اور داد وصول کریں۔

- 3- ان کی عمر کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی طاقت کا پاس رکھتے ہوئے ان کیلئے فارغ اوقات میں مفید شغل ڈھونڈنا جا سکتا ہے۔ تاکہ ان کا احساس محرومی ختم ہو۔

ان کے قیمتی مشورہ اور رائے کو قبول کرنا بھی انہیں احساس جتلا سکتا ہے کہ وہ بے قیمت اور زائد از

ضرورت ہرگز نہیں ہیں۔

نفسیاتی مشاغل

اس عمر میں عموماً انسان دیگر کیلئے بے چین، مضطرب ہو کر ان کی تنقید، اعتراضات کی بنا جل جھن جاتا ہے۔ چنانچہ قہر و دلش بر جان و دلش ان کی آراء پر عدم عمل کی بنا پر مزید اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ اب انہوں کی نسبت ہر اس شخص کو توڑی محسوس کرتے ہیں۔ جوان کی بات پر کان دھر لے یوں انہوں سے دوری اور نفسیاتی طور پر بے چینی میں مزید اضافہ ہونے لگتا ہے۔

اس کا بھی کوئی حل ہے؟ ہاں

- 1- آس پاس کے لوگوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر دیا جائے کہ یہ عمر رسیدہ ہے کوئی بچہ نہیں ایک عمدہ ماضی اور بھرپور زندگی بسر کرنے والا شخص ہے اس کو کھلونا بنانا یا سمجھنا حقائق کے منافی ہے بلکہ سچ تو یہ ہے اسے اپنے خیالات و آراء کو عملی جامہ پہنانے کی قوت حاصل ہے۔
- 2- اس کو اپنے متعلق ذاتی کام بنفس نفیس حتی المقدور انجام دینے کی رغبت دلائی جائے جس سے اس کو ایک گونا گونا راہت قلبی اور اطمینان نصیب ہوگا۔
- 3- اسے احساس دلائیں کہ اب جسم کے اعضا پہلے سے نہیں لہذا اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہی اس وقت کمزور اعضا کی حفاظت کی جاتی سکتی ہے بصورت دیگر اب بے احتیاطی سے اعضاء جسم تو انسانی بحال رکھنے میں سابقہ زندگی کی طرح معاون نہیں بنیں گے لہذا کھانا پینا ضرورت کے مطابق ہی مفید ہوگا۔
- 4- بیٹھ رہنے کی عادت جسم کو بھاری کر کے مزید کمزور کر سکتی ہے۔ اور موٹاپا یا خود کوئی امراض جن کا باعث ہے۔

جسم کا 70 فیصد پانی پر مشتمل ہے جبکہ بڑھاپے میں یہ نسبت 50 فیصد تک واقع ہو کر خشکی کا باعث بن جاتی ہے۔ لہذا غذا کی نسبت سیال مواد کی ضرورت زیادہ ہے۔

احساس کی کمی کے بسبب امراض کا احساس کم ہو کر جسم بیماری میں مبتلا رہ سکتا ہے۔ لہذا کمزوری کا نظر سماع میں کمزوری ہاضمہ میں کمی سوچ میں خلل کو ذمہ داری حقیقت سمجھ کر قبول کرے۔ ارشاد ہے ومن نعمہ نكسہ فی الخلق افلا یعقلون اور جسے ہم بوڑھا کرتے ہیں اسے پیدائشی حالت کی طرف پھر اٹھ دیتے ہیں کیا پھر بھی وہ نہیں سمجھتے۔ (یٰسین 68)

قصہ مختصر یہ اسباب عمر رسیدہ کے متعلق ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس دلاتے ہیں بلکہ جذباتی فیصلے کی حد تک نہیں طویل منصوبہ بندی کے ساتھ ان کا ساتھ.....

ان کا خیال رکھنا صرف اخلاقی مسئلہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب اعمال سے۔ ارشاد ہے۔
 احب الاعمال الى الله الصلوة لوقتھا ثم بر الوالدین ثم الجهاد فی سبیل اللہ
 اللہ تعالیٰ کو محبوب ترین اعمال میں سے نماز وقت پر ادا کرنا والدین سے حسن سلوک اور فی سبیل اللہ جہاد کرنا ہے۔